السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا منی' ودی اور مذی ایک جیسی نجاستیں ہیں؟ اخوکم محب اللہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

علماء نے منی کے پاک یا نجس ہونے میں اختلاف کیا ہے اصح قول یہ ہے کہ منی پاک ہے لیکن نظافت کے طور پر اسے کھرچا یا دھو کا جائے گا اور یہ بمنزلہ ناک اور تھوک کے ہے ۔ دلائل یہ ہیں:

اول : عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یقیناوہ نبی ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچا کرتی تھیں پھر وہ اس میں نماز پڑھتے تھے' (مسلم 1 14) یہ حدیث دلیل ہے کہ اگر منی نجس ہوتی تو اس کا کپڑے سے کھرچنا کافی کیونکر (سمجھا جاتا کیونکہ کھرچنے سے نجاست بلا اتفاق کپڑے میں باقی رہتی ہے ۔

دوم : عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گھاس کے تنکے کے ساتھ منی اپنے کپڑے سے ہٹاتے پھر اس میں نماز پڑھتے تھے اور اگر خشک ہوتی تو اپنے کپڑے سے کھرچ کر اس میں نماز پڑھتے تھے ۔ مسند احمد (6 243) اور اس کی سند صحیح ہے یہ یہ احکام طبی طور کھن آنے والی چیزوں کا ہے پلید چیزوں کا نہیں ۔ بیہقی (2 418) الارواء (1 197)۔

سوم : ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے منی کے بارے میں پوچھا گیا جو کپڑوں کو لگ جاتی ہے یہ بمنزلہ ناک اور تھوک اور رینٹھ کے ہے اسے کسی کپڑے یا تنکے سے دور کرلینا چاہیے ۔ دار قطنی (1 124) بیہقی (2 418) یہ حدیث موقوفا صحیح ہے اور مرفوعا بھی محدثین کی ایک جماعت نے اسے صحیح کہا ہے جیسے التعلیق المغنی علی سنن الدارمی اور امام زیلعی نے الریہ (1 210) میں مرفوع صحیح کہا ہے ۔ مراجعہ کریں المجمع (1 279)۔

چھاوم : عمر سے کسی نے پوچھا مجھے کمبل پر احتلام ہوگیا ہے تو آپ کے فرمایا ''اگر تر ہو تو دھولے اور خشک ہو تو کھرچ لے ۔ اور اگر پتہ نہ چلے تو اس پر چھینٹے مار لے ۔

ابن ابی شیبہ (1 75)۔ اسی وجہ سے ابن جوزی کہتے ہیں اس حدیث میں منی کے نجس ہونی کی دلیل نہیں کیونکہ یہ گھن کی وجہ سے دھونا نجاست کی وجہ سے نہیں ۔ نصب الرایہ (1 210)۔

پنجم : مصعب ابن سعد اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے کپڑے پر اگر منی لگ جاتی تو اگر تر ہوتی تو دور کردیتے اور اگر خشک ہوتی تو کھرچ لیتے اور پھر اس (کپڑے) میں نماز پڑھتے ۔ بیہقی (2 218) ابن ابی شیبہ (1 87)۔

امام بیہقی نے (1 419) میں کہا ہے : منی صرف صفائی کی وجہ سے دھوئی جاتی ہے جس طرح ناک رینٹھ وغیرہ کپڑے سے نظافت کے لیے دھوئی جاتی ہیں نجاست کے لیے نہیں۔

ششم : اصل تمام چیزوں میں طہارت ہوتی ہے اس لیے منی کے پاک ہونے کا فیصلہ کرلینا چاہیے یہاں تک کہ اس کے پلید ہونے کی دلیل مل جاے باوجود کوشش بسیار کے ہمیں کوئی اصل ہاتھ نہ آیا ۔ معلوم ہوا جس چیز کے لگ جانے سے احتراز ممکن نہ ہو تو وہ معاف ہے ۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ منی کا بدن کو کپڑے کو بستر ے کو غیر اختیاری طور پر لگ جانے سے امکانات بنسبت بلی کا برتنوں کے جھوٹا کرنے کے زیادہ ہیں یہ فضلات کا طوف ہے بلکہ انسان کا رینٹھ اور تھوک کا کپڑے کو لگ جانے سے بچنا ممکن ہے اور احتلام وجماع میں منی سے نہیں بچا جا سکتا ۔ اور یہ ظاہری مشقت طہارت کو واجب کرتی ہے اگرچہ نجس قرار دینے کا مقتضیٰ موجود ہو۔

آپ دیکھتے نہیں کہ شارع نے عادی نجاست کے (پشاب پاخانہ) بارے میں تحفیف کی ہے اور ڈھیلوں سے استنجاء کو کافی قرار دیا ہے ۔ باوجود یہ کہ پانی کے ہوتے ہوئے ڈھیلوں سے استنجاء کا ایجاب' بنسبت منی سے کپڑے کے دھونے کے زیادہ آسان ہے خاص کر فقیر کے لیے سردیوں میں یا جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو' فتاویٰ لابن تیمیہ (21 591)۔

ہفتم : اگر منی نجس ہوتی تو نبی ﷺ نے اس کے ازالے کا حکم دیا ہوتا۔

یہ بات طے ہے کہ اکثر کوئی چیز نبی ﷺ کے زمانے میں کثیر الوقوع ہو اور ان کے بعد بھی ضروری تھا کہ نبی ﷺ اس شافی بیان فرماتے اگر نجس ہوتی اور اس کا ازالہ ضروری ہوتا جب نبی ﷺ نے اپنے قول وفعل سے منی کا نجس ہونا بیان نہیں فرمایا نہ ہی صراحتا یا ادلتہ یہ بیان فرمایا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل میں پاک ہے کیونکہ اصل ہر چیز میں طہارت ہے حب تک کہ اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو ۔ یہ قائدہ ہے مفتی کو اس پر متنبہ رہنا چاہیے ۔ علامہ ابن حزم نے المحلیٰ (1 124) مسلہ نمبر (131) میں فرمایا ہے منی پاک ہے پانی میں ہو یا بدن پر یا کپڑے پر اس کا ازالہ فرض نہیں ۔ یہ مانندال کے ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں ۔

پھر ھمام بن حارث کی حدیث ذکر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مہمان کو دعوت کے لیے پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا کہ وہ کپڑے سے جنابت (منی) کو دھو رہے ہیں تو ف فرمانے لگیں کیوں دھو رہے ہو؟ میں نبی ﷺ کے کپڑے سے کھرچا کرتی تھی تو انہوں نے کپڑے سے منی دھونے کو منکر سمجھا' پھر دوسری حدیث ان لفظوں میں ذکر کی '''میں نبی ﷺ کے کپڑے سے خشک کھرچا کرتی تھی پھر مخالفین کے دلائل کے جوابات ذکر

کیے۔

ہشتم: منی ذکر سے نکلنے والی تمام چیزں سے خلقی لحاظ سے مختلف ہوتی ہے یہ غلیظ جبکہ تمام پتلی ہوتی ہیں۔ اس کا رنگ سخت سفید ہوتا ہے جبکہ دیگر کا اس طرح نہیں اس کی بو کھجور کے خوشے کی طرح ہوتی ہے اور باقی چیزوں کی بو خبیث ہوتی ہے پھر انبیاء اولیاء صلحاء سب کی ولادت اسی پانی سے ہوئی ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے کرامت بخشی ہے پھر کیونکہ اس کا اصل نجس ہو سکتا ہو۔

اسی لیے ابن عقیل نے منی کو نجس کہنے والے کسی شخص سے مناظرے میں کہا تھا وہ اور منی میں تو اس کے اصل کو جس سے پیدا ہوا ہے پاک قرار دینا چاہتا ہوں جبکہ یہ نجس قرار دینے پر مصر ہے۔ پھر منی کی حالت اور فضلے کی حالت کچھ اور بلکہ جو غذا ہے اور بدن کا وہ مادہ ہے جس سے نسل قائم رہتی ہے۔ تو یہ بنسبت فضلے کے اصل کے زیادہ مشابہ ہے۔

فرماتے ہیں ''اسے گھاس یا کپڑے اور اگر چاہتا ہے تو مت دھو۔ ابن عباس اور ابن عمر امام ابن قدامہ مفتی (1 771) میں کہتے ہیں: منی پاک ہے امام احمد کا مشہور قول یہی ہے اور یہ قول ہے سعد بن ابی وقاص

ابن مسیب کہتے ہیں اگر ایسے کپڑے میں (جس کو منی لگی ہو) نماز پڑھ لے تو اعادہ نہ کرے کیونکہ انسان کی تخلیق کی ابتداء اسی سے ہوئی ہے تو مٹی کی طرح یہ بھی پاک ہے اور اس لحاظ سے یہ پیشاب سے الگ ہے انسان کی پیدائش اسی سے ہوتی ہے۔

حدیث فرک نہیں لاتے ہیں بلکہ اپنی عادت کے مطابق ترجمہ الباب میں اشارہ کو ہی کافی سمجھا نے فتح الباری (1 265) میں کہا ہے 'باب غسل المنی وفرکہ ''منی کو دھونے اور کھرچنے کا باب امام بخاری حافظ ابن حجر ہے اور وہ حدیث جس میں دھونے کا ذکر ہے اور وہ حدیث جس میں کھرچنے کا ذکر ہے دونوں کے درمیان تطبیق ہو سکتی ہے اگر منی کو پاک کہا جائے تو والی دحدیث کو نظافت کے لیے استحباب پر محمول کیا جائے وجوب پر نہیں کا ہے اور اصحاب الحدیث کا ہے۔ اور اگر نجاست کا حکم لگایا جائے تو بھی ممکن ہے کہ دھونا محمول تر ہونے کی حالت میں اور کھرچنا محمول ہو خشک ہونے کی حالت میں۔ یہ طریقہ حنفیوں کا ہے۔ اور یہی طویقہ شافعی

پہلا طریقہ رواجح ہے اس لئے کہ اس میں خبر اور قیاس دونوں پر عمل ہے کیونکہ اگر یہ نجس ہو تو یہ قیاس یہ چاہتا ہے دھونا فرض ہو صرف کھوچنے پر کتفاء نہ ہو۔ جیسے خون وغیرہ اور وہ اس خون میں معاف نہ ہو صرف کھرچنے پر اکتفاء نہیں کرتے۔

اور دوسرے طریقے کے خلاف ہے وہ روایت جو ابن خزیمہ میں دوسری سند سے آئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے کپڑے سے اذخر کے تنکے سے دورک دیتی تھیں اور جب خشک ہوتی تو کھرچ دیتی تھیں پھر آپ ﷺ اس شرح مسلم (1 140) میں کہتے ہیں ''اکثر علماء کہتے ہیں کہ میں نماز پڑھتے تھے تو اس روایت سے خشک وتر دونوں حالتوں میں نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ فقہ السنہ (251) میں ''یہ پاک ہے اور دھونا مستحب ہے۔ 'امام نووی داؤد اور احمد سے یہی مروی ہے۔ یہ دلائل ہم نے ذکر کردیے اس کا مطالعہ کریں۔ اور جو لوگ نجاست منی کے قائل ہیں ان کے پاس کوئی ظاہر دلیل سے روایت ہے اور سعد 'ابن عمر 'عائشہ منی پا ہے ''علی بن ابی طالب نہیں۔ ان کے پاس صرف شبھات ہیں جن کا شیخ الاسلام اپنے فتاویٰ (21 592) میں جواب دے دیے ہیں۔

مذی اور اس کا حکم

کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں میں مذی والا شخص تھا تو میں نے مقداد کو نبی ﷺ سے پوچھنے کا کہا کیونکہ میں ان کی بیٹی میرے نکاح میں ہونے کی وجہ مذی: یہ پلید ہے ذکر اور خصیوں کو اس سے دھونا چاہیے کیونکہ علی بن ابی طالب سے نہیں پوچھ سکتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر کو دھوئے اور وضوء کرے۔'' بخاری (1 41) مسلم (1 143) المشکوۃ (1 40) اور ابوداود رقم (208) میں ہے اپنے ذکر اور خصیوں کو دھوئے' اور اس کی سند صحیح ہے۔

سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کس چیز سے غسل کرنا واجب ہے اور وہ پانی کے بعد نکلتا ہے تو آپ نے فرمایا یہ مذی ہے اور مرد کی اور ابوداؤد میں (برقم: 211) میں عبداللہ بن سعد انصاری نکلتی ہے تو اس کے نکلنے سے اپنے فرج اور خصیوں کو دھولے اور پھر وضوء کرلے جس طرح نماز کے لیے وضوء کرتا ہے۔ اور اسکی سند صحیح ہے۔

تو ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مذی کے نکلنے سے ذکر اور خصیوں کو دھونا واجب ہے جبکہ کپڑے پر نہ لگی ہو۔ کپڑے پر مذی لگنے کی صورت میں چھینٹے مارنا کافی ہے کیونکہ دھونے میں حرج ہے۔ اس لیے امام ابن عثیمین نے مجموعہ (4 222) میں کہا ہے کہ ودی اور منی کے احکام یہ ہیں کہ ودی کا حکم من کل الوجوہ پیشاب کا ہے اور مذی کا حکم پاک کرنے کے بارے میں پیشاب سے مختلف ہے کیونکہ اس کی نجاست پیشاب کی نجاست سے اخف ہے تو اس میں چھینٹے مارنے کافی ہیں۔ وہ محل جہاں مذی لگ جائے پانی پہنچانا کافی ہے نچوڑنے اور کھرچنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس طرح اس میں ذکر اور حصیوں پر اگرچہ مذی نہ لگی ہو دھونا واجب ہے۔

اور منی پاک ہے تو اس کا دھونا لازم نہیں البتہ صرف اس کا اثر زائل کرنے کے لیے دھویا جاسکتا ہے اس غسل فرض ہو جاتا ہے۔ اور پیشاب سے وضوء فرض ہوتا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج1ص316

محدث فتویٰ